فہم قرآن

حافظ انس نضر مدنی ☆
حافظ شاکر محمود ❊

سورة البقرة

وَمِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يَقُوْلُ	ءَامَنَّا	بِاللّٰهِ
مستانفہ/ جارہ خبر مقدم	مجرور	مبتدا مؤخر (موصولہ)	صلہ (فعل مضارع، هُوَ ضمیر فاعل)	مقولہ (فعل ماضی، نَا فاعل)	جار مجرور متعلق ءَامَنَّا
اور سے	لوگوں	(وہ بھی ہے) جو	کہتا ہے کہ	ہم ایمان لائے	ساتھ اللہ کے
وَبِالْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَمَا	هُمْ	بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾	يُخٰدِعُوْنَ
عاطفہ/ موصوف (جار مجرور)	صفت	حالیہ/ مُشبّہ بِـ "لَيْسَ"	اِسم ما	زائدہ/ خبر ما	فعل مضارع، 'واو الجماعۃ' فاعل
اور ساتھ دِن	آخرت کے	حالانکہ نہیں ہیں	وہ (سب)	ایمان لانے والے۔	دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں
اللّٰهَ	وَالَّذِيْنَ	ءَامَنُوْا	وَمَا	يَخْدَعُوْنَ	اِلَّا
مفعول بہ	عاطفہ/ اسم موصول	صلہ (فعل ماضی، 'و' فاعل)	حالیہ/ نافیہ	فعل مضارع، 'و' فاعل	حرف استثنا
اللہ کو	اور اُن لوگوں کو	جو ایمان لائے،	حالانکہ نہیں	وہ دھوکہ دیتے	مگر
اَنْفُسَهُمْ	وَمَا	يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
مفعول بہ (مضاف، مضاف اِلیہ)	حالیہ/ نافیہ	فعل مضارع، 'و' فاعل	خبر مقدم (جارہ)	مجرور (مضاف، مضاف اِلیہ)	مبتدا مؤخر
اپنی جانوں کو	اور نہیں	وہ شعور رکھتے۔	میں	ان کے دِلوں	بیماری ہے

☆ فاضل كُلية الشّريعَة، مدینہ یونیورسٹی، و فاضل كُلية القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ
❊ فاضل كُلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ

فَزَادَهُمُ	اللّٰهُ	مَرَضًا	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
عاطفہ/فعل ماضی، هُمْ مفعول اوّل	فاعل	مفعول ثانی	عاطفہ/خبر مقدم (جار مجرور)	مبتدا مؤخر+ موصوف	صفت
پس زیادہ کر دیا اُن کو	اللہ تعالیٰ نے	مرض میں،	اور اُن کیلئے	عذاب ہے	اَلمناک
بِمَا	كَانُوْا	يَكْذِبُوْنَ ⑩	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ
جار مجرور متعلق أليم + موصولہ	صلہ+فعل ناقص، 'و' اسم کان	خبر کان (فعل مضارع، 'و' فاعل	عاطفہ/ظرفیہ شرطیہ	شرط (فعل مجہول، هُو ضمیر نائب فاعل	جار مجرور متعلق قِيلَ
اس سبب سے جو	وہ تھے	جھوٹ بولتے۔	اور جب	کہا جاتا ہے	اُن کو:
لَا	تُفْسِدُوْا	فِي	الْاَرْضِ	قَالُوْٓا	اِنَّمَا
نہی	مقولہ (فعل نہی، 'و' فاعل)	جارہ متعلق فعل	مجرور	جوابِ شرط (فعل ماضی، 'و' فاعل	حرف مُشبّہ بالفعل / ماکافہ
نہ	تم فساد کرو	میں	زمین	تو وہ کہتے ہیں:	سوائے اس کے کہ نہیں
نَحْنُ	مُصْلِحُوْنَ ⑪	اَلَآ	اِنَّهُمْ	هُمُ	الْمُفْسِدُوْنَ
مقولہ+ مبتدا	خبر	حرفِ تنبیہ	مشبہ بالفعل/ هُمْ اسم إنَّ	خبر إنَّ+مبتدا	خبر
ہم	اصلاح کرنے والے ہیں۔	خبردار	بے شک وہ	وہی	فساد کرنے والے ہیں
وَلٰكِنْ لَّا	يَشْعُرُوْنَ ⑫	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	اٰمِنُوْا
حالیہ/حرفِ استدراک/ نافیہ	فعل مضارع، 'و' فاعل	عاطفہ/ظرفیہ شرطیہ	شرط (فعل مجہول، هُو ضمیر نائب فاعل	جار مجرور متعلق قِيلَ	مقولہ (فعل أمر، 'و' فاعل)
اور لیکن نہیں	وہ (کچھ) شعور رکھتے۔	اور جب	کہا جاتا ہے	اُن سے:	ایمان لاؤ
كَمَآ	اٰمَنَ	النَّاسُ	قَالُوْٓا	اَنُؤْمِنُ	كَمَآ
جارہ/مصدریہ	مجرور (جملہ بتاویل مفرد، فعل ماضی)	فاعل	جوابِ شرط (فعل ماضی، 'و' فاعل)	اِستفہامیہ/فعل، نَحْنُ ضمیر فاعل	جارہ/مصدریہ
جیسے	ایمان لائے	لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم)	تو وہ کہتے ہیں:	کیا ہم (ایسے) ایمان لائیں	جیسے

ءَامَنَ	السُّفَهَآءُ	اَلَآ	اِنَّهُمْ	هُمُ	السُّفَهَآءُ
مجرور (جملہ بتاویل مفرد، فعل ماضی)	فاعل	حرفِ تنبیہ	مشبہ بالفعل/ هُمْ اسم إِنَّ	خبر إِنَّ + مبتدا	خبر
ایمان لائے	بے وقوف؟ (معاذ اللہ!)	خبردار	یقیناً وہ	وہی	بے وقوف ہیں
وَلٰكِنْ لَا	يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾	وَاِذَا	لَقُوا	الَّذِيْنَ	ءَامَنُوْا
حالیہ/ حرفِ استدراک/ نافیہ	فعل مضارع، 'و' فاعل	عاطفہ/ ظرفیہ شرطیہ	شرط/فعل ماضی، 'و' فاعل	مفعول + اسم موصول	صلہ (فعل ماضی، 'و' فاعل)
اور لیکن نہیں	وہ جانتے۔	اور جب	وہ ملتے ہیں	اُن لوگوں سے	جو ایمان لائے
قَالُوْآ	ءَامَنَّا	وَاِذَا	خَلَوْا	اِلٰى	شَيٰطِيْنِهِمْ
جوابِ شرط (فعل ماضی، 'و' فاعل)	مقولہ (فعل ماضی، نا فاعل)	عاطفہ/ ظرفیہ شرطیہ	شرط/فعل ماضی، 'و' فاعل	جارہ متعلق خَلَوْا	مجرور (مضاف، مضاف الیہ)
تو وہ کہتے ہیں:	ہم ایمان لائے،	اور جب	وہ اَلگ ہوتے ہیں	طرف	اپنے شیطانوں کی
قَالُوْآ	اِنَّا	مَعَكُمْ	اِنَّمَا	نَحْنُ	مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾
جوابِ شرط (فعل ماضی، 'و' فاعل)	مقولہ (حرف مشبہ بالفعل، نَا اسم إِنَّ)	خبر إِنَّ (مضاف، مضاف الیہ)	حرف مُشبّہ بالفعل / ماکافہ	مبتدا	خبر
تو وہ کہتے ہیں:	بے شک ہم	تمہارے ساتھ ہیں،	سوائے اس کے کہ نہیں	ہم	تو مذاق کر رہے تھے
اَللّٰهُ	يَسْتَهْزِئُ	بِهِمْ	وَيَمُدُّهُمْ	فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾
مبتدا	خبر (فعل مضارع هُوَ ضمیر فاعل)	جار مجرور متعلق يَسْتَهْزِئُ	عاطفہ/فعل، هُوَ ضمیر فاعل، هُمْ مفعول	جار مجرور متعلق يَعْمَهُوْنَ	فعل مضارع، 'و' فاعل
اللہ تعالیٰ	ٹھٹھا کرتا ہے	ان کے ساتھ	اور انہیں ڈھیل دیتا ہے	کہ اپنی سرکشی میں	وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔

تحلیل صرفی

⑧ ﴿يَقُوْلُ﴾: (ق، و، ل)، واحد مذکر غائب، مضارع معروف، نَصَرَ يَنْصُرُ، اصل (يَقْوُلُ)، 'واؤ' متحرک ماقبل صحیح ساکن، واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی۔

﴿ءَامَنَّا﴾: (ء،م،ن)، جمع متکلم، ماضی معروف، باب إفعال،
اصل (ءَءْمَنْنَا)، دو ہمزہ اکٹھے ہوئے، پہلا متحرک دوسرا ساکن، دوسرے کو ماقبل کی حرکت کے مطابق حرفِ علت سے بدل دیا اور نون کا نون میں اِدغام کردیا۔

﴿الْاٰخِرِ﴾: (ء، خ، ر)، واحد مذکر، اسم فاعل

﴿مُؤْمِنِيْنَ﴾: (ء،م،ن)، جمع مذکر، اسم فاعل، باب إفعال

⑨ ﴿يُخٰدِعُوْنَ﴾: (خ، د، ع)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، بابِ مفاعلة

﴿ءَامَنُوْا﴾: (ء،م،ن)، جمع مذکر غائب، ماضی معروف، دیکھئے آیت نمبر ⑧

﴿يَخْدَعُوْنَ﴾: (خ، د، ع)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، فَتَحَ يَفْتَحُ

﴿يَشْعُرُوْنَ﴾: (ش، ع، ر)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، نَصَرَ يَنْصُرُ

⑩ ﴿زَادَ﴾: (ز، ی، د)، واحد مذکر غائب، ماضی معروف، ضَرَبَ يَضْرِبُ
اصل (زَيَدَ)، یاء متحرک ماقبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا۔

﴿كَانُوْا﴾: (ک، و، ن)، جمع مذکر غائب، ماضی معروف، نَصَرَ يَنْصُرُ
اصل (كَوَنُوا)، 'واؤ' متحرک ماقبل مفتوح، 'واؤ' کو اَلف سے بدل دیا۔

﴿يَكْذِبُوْنَ﴾: (ک، ذ، ب)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، ضَرَبَ يَضْرِبُ

⑪ ﴿قِيْلَ﴾: (ق، و، ل)، واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، نَصَرَ يَنْصُرُ
اصل (قُوِلَ)، 'واؤ' ماضی مجہول کے عین کلمہ میں ہے اور معروف میں مُعلّل ہے، اس کا کسرہ ماقبل منتقل کر کے (قِوْلَ) 'واؤ' کو ماقبل کسرہ کی مناسبت سے 'یاء' سے بدل دیا۔

﴿لَا تُفْسِدُوْا﴾: (ف،س، د)، جمع مذکر حاضر، فعل نہی معروف، بابِ إفعال

﴿قَالُوْا﴾: (ق، و، ل)، جمع مذکر حاضر، ماضی معروف، نَصَرَ يَنْصُرُ
اصل (قَوَلُوا)، 'واؤ' متحرک ماقبل مفتوح، 'واؤ' کو اَلف سے بدل دیا۔

﴿مُصْلِحُوْنَ﴾: (ص، ل، ح)، جمع مذکر، اسم فاعل، باب إفعال

⑫ ﴿الْمُفْسِدُوْنَ﴾: (ف،س، د)، جمع مذکر، اسم فاعل، باب إفعال

⑬ ﴿ءَامِنُوْا﴾: (ء،م،ن)، جمع مذکر حاضر، اَمر حاضر معروف، باب إفعال
تعلیل کیلئے دیکھیں: آیت نمبر ⑧

﴿ءَامَنَ﴾: (ء،م،ن)، واحد مذکر غائب، ماضی معروف، باب إفعال
تعلیل کیلئے دیکھیں: آیت نمبر ⑧

﴿نُؤمِنُ﴾: (ء،م،ن)، جمع متکلم، مضارِع معروف، باب إفعال

﴿یَعلَمُونَ﴾: (ع،ل،م)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، سَمِعَ یَسْمَعُ

⑭ ﴿لَقُوا﴾: (ل،ق،ی)، جمع مذکر غائب، ماضی معروف، سَمِعَ یَسْمَعُ
اصل (لَقِیُوا)، 'یاءُ' مضموم ماقبل مکسور مابعد 'واوُ الجماعۃ'، 'یاءُ' کا ضمہ ماقبل کو دے کر اِلتقائے ساکنین کی بنا پر 'یاءُ' کو گرا دیا۔

﴿خَلَوْا﴾: (خ،ل،و)، جمع مذکر غائب، ماضی معروف، نَصَرَ یَنْصُرُ
اصل (خَلَوُوا)، 'واوُ' متحرک ماقبل مفتوح، 'واوُ' کو اَلف سے بدلا اور پھر اجتماعِ ساکنین کی بنا پر واوُ کو گرا دیا۔

﴿مُسْتَهزِءُونَ﴾: (ہ،ز،ء)، جمع مذکر، اسم فاعل، بابِ استفعال

⑮ ﴿یَستَهزِئُ﴾: (ہ،ز،ء)، واحد مذکر غائب، مضارِع معروف، بابِ استفعال

﴿یَمُدُّ﴾: (م،د،د)، واحد مذکر غائب، مضارِع معروف، نَصَرَ یَنْصُرُ
اصل (یَمْدُدُ)، مثلین ماقبل صحیح ساکن، پہلے کی حرکت ماقبل کو دے کر مثلین کا اِدغام کر دِیا۔

﴿یَعمَهُونَ﴾: (ع،م،ہ)، جمع مذکر غائب، مضارِع معروف، سَمِعَ یَسْمَعُ یا فَتَحَ یَفْتَحُ

مفردات و مترادِفات

⑧ ﴿النَّاس﴾: أ ن س سے ہے بمعنی مانوس ہونا۔ یہ اصل میں أُنَاس ہے جس کا ہمزہ گرا کر أل لایا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ الْأُنَاس استعمال نہیں ہوتا۔ اور أُنَاس، إنس یا إنسان کی جمع ہے۔ انسان چونکہ فطرتاً ہی کچھ اس قسم کا واقع ہوا ہے کہ اس کی زندگی کا مزاج باہم انس اور میل جول کے بغیر نہیں بن سکتا۔ بعض کے نزدیک اس کا معنی ظاہر ہونا ہے اور اس کی ضد جنّ ہے یعنی چھپا ہوا۔

بعض کے نزدیک النّاس، نَسِيَ سے مقلوب ہے اور اس کی اصل إنْسَان اصل میں إنْسِيَان بروزن إفْعِلَان ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کو اس لئے انسان کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے عہد لیا گیا تھا جسے یہ بھول گیا۔ بعض کے نزدیک یہ نَاسَ یَنُوسُ

بمعنی 'مضطرب ہونا' سے ہے، ذونواس بادشاہ کی وجۂ لقب بھی یہی تھی کہ اس کے لمبے بال اس کی پشت پر لہرایا کرتے تھے، اس صورت میں اس کی تصغیر نُوَیْس ہوگی۔ واللہ اَعلم

مترادِف: إنسان ، آدم ، بشر...... إنسان: جب لوگوں کے معاشرتی پہلو کا ذکر مقصود ہو۔ آدم: جب تاریخی پہلو کا ذکر مطلوب ہو۔ بشر: جب طبعی اور فطری حوائج کا تذکرہ مقصود ہو۔

* ﴿ یَقُوْلُ ﴾: ق و ل سے بمعنی بات کرنا۔ یہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے: ① حروف کا مجموعہ جو بذریعہ نطق زبان سے ظاہر ہوں۔ ② جو بات ابھی ذہن میں ہو اور زبان تک نہ لائی گئی ہو: ﴿ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ﴾ [المُجادَلة: ٨] ''اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اُس پر جو ہم کہتے ہیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔'' ③ رائے اور عقیدہ کیلئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے: فُلانٌ یَقُوْلُ بِقَوْلِ مَالِكٍ ''فلاں امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کا قائل ہے۔'' ④ کسی چیز کا صدق دِل سے اعتبار کرنا: فُلانٌ یَقُول بِکَذَا ⑤ الہام کرنا: ﴿ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴾ کیونکہ ذوالقرنین کو انبیاء علیہم السلام کی طرح مخاطب نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کے دل میں یہ بات ڈالی گئی تھی۔ ⑥ اشارہ کرنا۔

مترادِف: قَالَ، لَفَظَ ، نَطَقَ ، فَصُحَ ، أَعْرَبَ ، أَعْجَمَ، لَحِنَ ، كَلَّمَ ، حَاوَرَ ، خَاطَبَ ...... قال: گفتگو کیلئے عام لفظ۔ لَفَظَ: جو کچھ بھی منہ سے نکلے، منہ سے کچھ کہنا۔ نَطَقَ: قابل فہم بات کہنا۔ فَصُحَ: خوش گفتار ہونا، حشو وزوائد سے پاک بات کرنا۔ أعرب: وضاحت سے بولنا۔ أعجم: مبہم بات کرنا۔ لَحِنَ: عام روش سے ہٹ کر کوئی دوسرا اندازِ گفتگو اختیار کرنا۔ کَلَّم: فوری اور مختصر بات چیت کیلئے۔ حاور: سوال وجواب کی طرز پر گفتگو، جو سوچ سمجھ کر کی جائے اور طویل ہو۔ خاطب: یہ عموماً یکطرفہ بات ہوتی ہے، یا جس کا جواب مخاطب اگر ضروری سمجھے تو دے۔

⑨ ﴿ یُخٰدِعُوْنَ ﴾: خ د ع سے ہے بمعنی دھوکہ دینا۔ اس کا اصل معنی حقیقت کو چھپا کر دوسروں کو اندھیرے میں رکھنا ہے یا جو کچھ دل میں ہو اس کے علاوہ کچھ اور ظاہر کر کے کسی کو اُس چیز سے پھیر دینا ہے، اگر مقصد نیک ہو تو یہ جائز ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: « اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ » [صحیح البخاري: ٣٠٣٠] یہاں مراد جنگی چال ہے مثلاً فوج کو اس طریقہ سے کھڑا کرنا کہ اصل تعداد سے بہت زیادہ معلوم ہو۔ اگر مقصد نیک نہ ہو تو یہ دھوکہ اور مکر وفریب

ہے جو جائز نہیں جیسے کہ زیرِ نظر آیت کریمہ میں اس کو مذمت کے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے سے مراد رسول اللہ ﷺ کو فریب دینا ہے، اللہ کا نام ذکر کر کے اشارہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا گویا اللہ کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے، ارشادِ باری ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ﴾ [الفتح: ۱۰]

مترادِف: خَدَعَ، غَرَّ، كَادَ، مَكَرَ، حِیلَة، خَانَ، خَذَلَ، رَاغَ، خَتَرَ ......

خَدَعَ: حقیقت کو چھپا کر اپنا مقصد حل کرنا اور مخالف کو دھوکہ دینا۔ غَرَّ: غفلت سے فائدہ اُٹھا کر دھوکہ دینا۔ كَادَ: ایسی خفیہ تدبیر جو کسی کو مکروہ چیز سے دوچار کر دے، ہلکے پیمانہ پر ہو تو مکر اور بڑے پیمانہ پر ہو تو کید ہے۔ كَادَ: اچھے مقصد کیلئے درست اور برے مقصد کیلئے ناجائز ہے، البتہ یہ اکثر برے مفہوم میں آتا ہے۔ حِیلَة: ہوشیاری اور چالاکی سے تصرف پر قدرت حاصل کرنا۔ خَانَ: عہد وامانت اور دین میں خفیہ طور پر دھوکہ دینا۔ خَذَلَ: کسی دوست کو وقت پڑنے پر دھوکہ دے جانا۔ رَاغَ: حیلہ اور تدبیر کی خاطر ایک جانب مائل ہونا، دھوکہ دینا۔ خَتَرَ: بری طرح بے وفائی کرنا اور مسلسل کرتے جانا۔

* ﴿اَنْفُسَهُمْ﴾: ن ف س سے ہے بمعنی روح، دل اور جان۔ نفس سانس کو بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ روح کیلئے بمنزلہ غذا کے ہے جس کے انقطاع سے روح زائل ہوجاتی ہے۔ یہاں نفس بمعنی ذات ہے، اگرچہ اضافت لفظی طور پر مغایرت کو چاہتی ہے لیکن من حیث المعنی دونوں سے ایک ہی ذات مراد ہے۔

* ﴿یَشْعُرُوْنَ﴾: ش ع ر سے ہے بمعنی بال۔ شَعَرَ سے مراد بال کی طرح باریک علم حاصل کرنا بھی ہے، کسی معاملہ کی باریکی اور لطافت کو سمجھ لینے یا حالات و واقعات سے نتیجہ اَخذ کرنے اور معاملہ کی تہہ تک پہنچ جانے کو شعور کہتے ہیں۔ شاعر کو بھی اسکی فطانت اور دِقتِ نظر کی وجہ سے ہی شاعر کہا جاتا ہے۔ 'شعیرہ' تیزی کو کہتے ہیں اور 'شعائر اللہ' سے مراد قربانی کے جانور ہیں، کیونکہ شعیرہ (یعنی تیز لوہے) سے خون بہا کر نشان اُن پر لگا دِیا جاتا تھا۔

مترادِف: شَعَرَ، ظَهَرَ، عَثَرَ، عَلِمَ، خَبَرَ ...... شَعَرَ: کسی معاملہ کی باریکی اور لطافت سمجھنے پر۔ ظَهَرَ: ظاہری واقعات و حالات سے واقفیت بہم پہنچنے پر۔ عَثَرَ: باتوں باتوں میں کسی چیز کا پتہ چل جانے پر۔ عَلِمَ: کسی چیز کی حقیقت کے متعلق یقین حاصل ہونے پر۔ خَبَرَ: جب علم کے ساتھ اس کی جانچ بھی ہو چکی ہو، تب استعمال ہوتا ہے۔

⑩ ﴿ مَرَضٌ ﴾: م ر ض سے ہے بمعنی بیماری۔ یہ جسمانی اور قلبی عوارض دونوں کیلئے آتا ہے، یہاں اس سے مراد اخلاقِ رذیلہ (بزدلی، بخل، نفاق اور کفر وغیرہ) ہیں۔

مترادِف: مَرِیض، سَقِیم، حرض ...... مریض: جسمانی، قلبی، معمولی یا سخت ہر طرح کے بیمار کیلئے۔ سَقِیم: صرف جسمانی عوارض اور معمولی بیمار کیلئے۔ حرض: وہ مریض جو لاغر و ناتواں اور ہلاکت کے قریب ہو۔

* ﴿ زَادَ ﴾: ز ی د سے ہے بمعنی بڑھنا اور بڑھانا۔ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد وہ اضافہ ہے جو کسی چیز کے پورا ہونے کے بعد بڑھایا جائے۔

مترادِف: زَادَ، کَثُرَ، ضَاعَفَ، عَفَا، تَطَوَّعَ، نَفَلَ، أَرْبٰی ...... زاد: کسی چیز کے پورا ہونے کے بعد مقدار اور صفات میں اضافہ کیلئے۔ کثر: تعداد اور مقدار میں اضافہ کیلئے۔ ضاعف: دُگنا یا اس سے بھی زیادہ کرنے کیلئے۔ عفا: کسی چیز کو چھوڑ دینا کہ وہ بڑھ جائے۔ تطوع: فرائض پر اپنے شوق سے زیادتی۔ نفل: واجبات پر زیادتی۔ أَرْبٰی: پال پوس کر بڑھانے کیلئے۔

* ﴿ اَلِیمٌ ﴾: أ ل م سے ہے بمعنی سخت دَرد۔ یہاں أَلِیم: مُؤلِمٌ کے معنی میں ہے یعنی سخت تکلیف دینے والا، اَلمناک۔

مترادِف: أَلِمَ، آذٰی، ضَرَّ، أَکْرَہَ، کَلَّفَ، شَقَّ، أَعْنَتَ، سَامَ ...... أَلِمَ: سخت تکلیف دینا۔ آذٰی: معمولی تکلیف دینا، ذہنی ہو یا جسمانی۔ ضَرَّ: بڑی تکلیف اور نقصان دینا۔ أَکْرَہَ: کسی کو مجبور کردینا۔ کَلَّفَ: استطاعت کے مطابق کام لینا۔ شَقَّ: طاقت سے زیادہ کام لینا۔ أَعْنَتَ: ایسی تکلیف دینا جس میں ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ سَامَ: ایسی تکلیف دینا جس میں ذلت کا پہلو شامل ہو۔

* ﴿ یَکْذِبُوْنَ ﴾: ك ذ ب سے ہے بمعنی جھوٹ بولنا۔ جان بوجھ کر ایسی خبر دینا جو واقعہ کے خلاف ہو۔

مترادِف: کَذَبَ، أَفَكَ، تَقَوَّلَ ...... کَذَبَ: خلافِ واقعہ بات یا جھوٹ بولنا۔ أفك: کسی پر بہتان تراشنا۔ تَقَوَّلَ: جھوٹ بنانا اور دوسرے کے نام لگا دینا۔

⑪ ﴿ لَا تُفْسِدُوْا ﴾: ف س د سے ہے بمعنی خراب ہونا۔ ہر وہ کام جو خلافِ شرع ہو خواہ اس کا تعلق اعمال سے ہو یا عقائد سے۔ أَفْسَدَ اس سے متعدی ہے بمعنی خراب کرنا۔

مترادِف: أَفْسَدَ، عَثِيَ، نَزَغَ ...... أَفْسَدَ وعَثِيَ: أَفْسَدَ کا اطلاق صرف ایک بار فساد کرنے پر ہوتا ہے اور جب فساد عادت بن جائے تو عَثِيَ آئے گا۔ نَزَغَ: اس کا اصل مداخلت کرنا ہے خواہ یہ کسی ایک چیز میں ہو یا زیادہ میں، پھر ان میں فساد ڈال دینا۔

* ﴿ مُصْلِحُوْنَ ﴾: ص ل ح سے ہے بمعنی درست، باترتیب۔ یہاں یہ أَصْلَحَ متعدی سے ہے یعنی خرابی اور بگاڑ کو درست کرنا، مادی اور معنوی ہر لحاظ سے اس کا استعمال عام ہے۔

مترادِف: أَصْلَحَ، زَكّٰی ...... أَصْلَحَ: ہر قسم کے بگاڑ کو سنوارنے کیلئے جبکہ زَكّٰی: نفس کے بگاڑ کو درست کرنے، پھر اس میں اعلیٰ اخلاق کا اضافہ کرنے کیلئے آتا ہے۔

⑬ ﴿ السُّفَهَآءُ ﴾: س ف ھ سے ہے بمعنی 'جسمانی ہلکا پن'۔ پھر اسی سے یہ خفتِ نفس یعنی نادانی اور کم عقلی کیلئے استعمال ہونے لگا، اس کا استعمال دنیوی اور اُخروی دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔ دنیوی بیوقوف: ﴿ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ﴾ [النساء: ۵] ''اور بے عقلوں (دنیا کے اعتبار سے) کو ان کا مال مت دو۔'' اُخروی کم عقل: ﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴾ [الجن: ۴] ''اور بے شک ہم میں سے بے وقوف (آخرت کے اعتبار سے) اللہ تعالیٰ کے بارے میں خلافِ حق باتیں کہا کرتا تھا۔''

مترادِف: جَاهِل، سَفِيه ...... جاهل: انسان کا ذہن علم سے خالی ہونا، اس کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ سَفِيه: ایسا جاہل جو عقل کی کمی کی وجہ سے کچھ سیکھنے یا علم حاصل کرنے سے قاصر رہے اور نہ جاننے یا سمجھنے کے باوجود اعتراض کرنا اس کا شعار ہو۔

* ﴿ يَعْلَمُوْنَ ﴾: ع ل م سے ہے بمعنی حقیقت کا اِدراک۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ① کسی چیز کی ذات کا ادراک کر لینا۔ ② ایک چیز پر کسی صفت کے ساتھ حکم لگانا جو واقعی اُس کیلئے ثابت ہو ...... پہلی صورت میں یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے: ﴿ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ﴾ [الأنفال: ۶۰] ''جن کو تم نہیں جانتے، انہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔'' دوسری صورت میں یہ دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے: ﴿ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ ﴾ [الممتحنة: ۱۰] ''اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومن ہیں ...... اسی سے أَعْلَمَ اور عَلَّمَ ہیں جو ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں، مگر اعلام جلدی سے بتا دینے کے ساتھ مختص ہے اور تعلیم کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں۔

مترادِف: عَلِمَ، أَدْرٰی، أَحَسَّ ...... علم: کسی چیز کو صحیح اور ٹھیک طور پر جاننا۔

أَدْرَىٰ: بالواسطہ کسی چیز کا علم ہونا۔ أَحَسَّ: حواس ظاہری سے کسی چیز کا علم ہونا، یہ قریب بہ علم ہوتا ہے۔

⑭ ﴿ لَقُوا ﴾: ل ق ي سے ہے بمعنی سامنے سے آکر ملنا اور پالینا۔ تَلَقّٰی کا مطلب بھی یہی ہے، أَلْقَىٰ بمعنی کسی کے سامنے کوئی چیز ڈال دینا، لَقّٰی متعدی ہے بمعنی کسی سامنے پہنچا دینا۔

مترادِف: لَقِيَ، لَحِقَ، وَلَىٰ، أَصْنَىٰ، اخْتَلَطَ، تَجَاوَرَ، رَتَقَ، تَحَيَّزَ، اشْتَمَلَ ...... لَقِيَ: دو چیزوں کا آمنے سامنے سے ملنا۔ لَحِقَ: ایک چیز کا اپنے جیسی پہلی چیز کو جا ملنا۔ وَلَىٰ: دو جاندار چیزوں کا بغیر فاصلہ زمانی یا مکانی ملا ہوا ہونا۔ أَصْنَىٰ: ایسی ملنے والی چیزیں جن کی جڑ ایک ہو۔ اخْتَلَطَ: رَل مل جانا، گڈ مڈ ہو جانا۔ تَجَاوَرَ: قرب و جوار میں ہونے کی وجہ سے ملنا۔ رَتَقَ: ملنا اور جڑ جانا، منہ بند ہو جانا۔ تَحَيَّزَ: الگ ہونا اور پھر جا ملنا۔ اشْتَمَلَ: کسی چیز کے بکھرے ہوئے اجزا کا جمعیت میں ملنا، شامل ہونا۔

* ﴿ خَلَوْا ﴾: خ ل و سے ہے بمعنی 'خالی جگہ'۔ یہ زمان مکان دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، چونکہ زمانے میں گزرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے لہٰذا خَلَا الزَّمَانُ کے معنی 'زمانہ گزر گیا' ہے، اور مکان کے لحاظ سے خَلَا الرَّجُلُ کا معنی علیحدگی میں ملنا ہوگا، زیر نظر آیتِ مبارکہ میں یہی مراد ہے۔ خَلّٰی اسی سے متعدی ہے۔

مترادِف: خَلَا، اعْتَزَلَ، تَجَنَّبَ، امْتَازَ، تَزَيَّلَ، تَفَرَّقَ، خَلَصَ، فَصَلَ، انْتَبَذَ، تَجَافَىٰ ...... خَلَا: تنہائی میں ملنے کیلئے علیحدہ ہونا۔ اعْتَزَلَ: کسی کام، عقیدہ یا انسانوں سے کنارہ کشی اختیار کر لینا۔ تَجَنَّبَ: کسی چیز سے الگ ہو کر دور چلے جانا تاکہ مصیبت سے نجات ہو۔ امتَازَ: کسی خصوصیت کی بنا پر دوسروں سے الگ ہونا۔ تَزَيَّلَ: اپنی جگہ چھوڑ دینا اور ہٹ کر علیحدہ ہونا۔ تَفَرَّقَ: جماعت سے الگ اور متفرق ہوجانا۔ خَلَصَ: آمیزش کا اصل چیز سے الگ ہونا اور خالص کا باقی رہ جانا۔ فَصَلَ: دو چیزوں کا علیحدہ ہونا کہ ان میں فاصلہ ہوجائے۔ انْتَبَذَ: احساسِ کمتری کی بنا پر دوسروں سے الگ ہونا۔ تَجَافَىٰ: بےقراری کی وجہ سے کسی چیز سے الگ ہونا۔

* ﴿ شَيٰطِيْنِهِمْ ﴾: ش ي ط سے ہے بمعنی غصہ سے سوختہ ہوجانا، ابلیس کو اس لئے شیطان کہا جاتا ہے کہ وہ آگ سے پیدا ہوا لہٰذا اس میں غضب اور حمیتِ مذموم اِفراط کے ساتھ پائی جاتی ہے اسی بنا پر اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ہر

سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ش ط ن سے ہے بمعنی دور ہونا۔ ہر وہ بدروح جو سرکشی اور نافرمانی میں حق سے دور ہو جائے۔

مترادِف: شَاطَ، طَغَیٰ، عَتَا، عَلَا، مَرَدَ ...... شَاطَ: ایسی سرکشی جو سخت غصہ کی بنا پر ہو۔ طَغَیٰ: ایسا تجاوز جس میں غلبہ اور قہر بھی ہو۔ عَتَا: سرکشی جس کی وجہ تکبر ہو۔ عَلَا: غلبہ واقتدار حاصل ہونے پر سرکشی اختیار کرنا۔ مَرَدَ: سرکش ہونا اور پھر اس میں آگے نکل جانا۔

* ﴿ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴾: ھ ز ء سے ہے بمعنی مذاق اُڑانا۔ اسْتَهْزَأَ کا معنی طلبِ مذاق بھی ہے اور مذاق اڑانا بھی، یعنی خلافِ عقل سمجھ کر کسی آدمی کا ایسے فعل پر مذاق اُڑانا جو اس سے سرزد بھی نہ ہوا ہو۔

مترادِف: اسْتَهْزَأَ، سَخِرَ، فَنَّدَ ...... اسْتَهْزَأَ: خلافِ عقل اور عجیب سمجھ کر مذاق اُڑانا۔ سَخِرَ: عیب بیان کرکے ازراہِ حقارت مذاق اُڑانا۔ فَنَّدَ: کسی بوڑھے کی باتوں کو انہونی سمجھ کر مذاق اُڑانا۔

۱۵ ﴿ يَمُدُّهُمْ ﴾: م د د سے ہے بمعنی لمبائی میں بڑھانا۔ یہ کسی کی طرف نظر لمبی کر کے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے معنی میں بھی آتا ہے: ﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ﴾ [طه: ۱۳۱] ''اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائشِ دنیا دے رکھی ہیں۔'' اور یہ کسی کو گمراہی پر مہلت دینے اور فوراً گرفت نہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، یہاں یہی مراد ہے۔ أَمَدَّ بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے، قرآن حکیم میں أَمَدَّ (إفعال) اچھی چیز کیلئے، مثلاً: ﴿ وَأَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴾ [الطور: ۲۲] ''اور جس طرح کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا، ہم ان کو عطا کریں گے۔'' اور مَدَّ بری چیز کیلئے استعمال ہوا ہے، مثلاً: ﴿ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴾ [مریم: ۷۹] ''اور ہم اس کیلئے عذاب بڑھاتے جائیں گے۔'' آیتِ کریمہ ﴿ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ ﴾ [لقمان: ۲۷] ''اور سمندر (کا تمام پانی) روشنائی ہو اور سات سمندر اور روشنائی ہو جائیں۔'' میں یہ مَدَدْتُ الدَّوَاةَ أَمُدُّهَا کے محاورہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی دوات میں روشنائی ڈالنا کے ہیں۔ المُدّ کے مراد غلہ ناپنے کا مشہور پیمانہ ہے۔

مترادِف: مَدَّ، أَمْهَلَ ومَهَّلَ، أَمْلَىٰ، نَظِرَةٌ ...... مَدَّ: لمبی مہلت دینا۔

أَمْهَلَ و مَهَّلَ: آہستہ آہستہ، نرمی سے مہلت بڑھائے جانا (غیر معین مدت)۔ أَمْلَىٰ: رسی کو دراز چھوڑنا۔ نَظِرَة: نرمی کے ساتھ مشروط وقت تک انتظار۔

* ﴿ طُغْيَانِهِمْ ﴾: ط غ و یا ط غ ي سے ہے بمعنی سرکشی اور طغیانی۔ أَطْغَىٰ اس سے متعدی ہے، طَغْوَىٰ: بے حد سرکشی ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴾ [الشمس: ۱۱] طاغوت سے مراد ہر وہ شخص ہے جو حدود شکن ہو یا ہر وہ غلط چیز جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جائے، حد سے تجاوز کی بنا پر ساحر، کاہن، سرکش جن اور ہر اُس چیز کو بھی طاغوت کہاتا ہے جو حق سے پھیرنے والی ہو، بعض کے نزدیک یہ فَعَلُوت کے وزن پر ہے اور اسکی اصل طَغَوُوْت ہے، پہلے لام میں قلب کی بنا پر طَوَغُوت اور اس سے طاغوت بن گیا۔

مترادِف: طَغَىٰ، شَاطَ، عَتَا، عَلَا، مَرَدَ ...... طَغَىٰ: ایسا تجاوز جس میں غلبہ اور قہر بھی ہو۔ شَاطَ: ایسی سرکشی جو سخت غصہ کی بنا پر ہو۔ عَتَا: سرکشی جس کی وجہ تکبر ہو۔ عَلَا: غلبہ و اقتدار حاصل ہونے پر سرکشی اختیار کرنا۔ مَرَدَ: سرکش ہونا اور پھر اسمیں آگے نکل جانا۔

* ﴿ يَعْمَهُونَ ﴾: ع م ہ سے ہے بمعنی اندھا ہونا۔ یہ بصیرت کے فقدان کیلئے آتا ہے اور مذموم ہے، جبکہ آنکھوں سے اندھا ہونا مذموم نہیں۔ اس سے مراد گمراہی میں بھٹکنا اور حیرانگی کی وجہ سے تردّد میں پڑے رہنا ہے۔

مترادِف: عَمِهَ، عَمِيَ، أَكْمَهَ ...... عمه: دل کا اندھا ہونا۔ عَمِيَ: بصارت یا بصیرت سے اندھا ہونا، (اندھے پن کیلئے عام لفظ)۔ أكمه: مادر زاد اَندھا۔

قراءاتِ قرآنیہ کی بنا پر معنی میں فرق

⑨ ﴿ وَمَا يَخْدَعُونَ ﴾ میں دو متواتر قراءات ہیں:

وَمَا يُخٰدِعُونَ: اِمام نافع مدنی، ابن کثیر مکی اور اَبو عمرو بصری رحمہم اللہ: یہ خ د ع سے باب مُفاعَلة ہے۔

وَمَا يَخْدَعُونَ: امام ابن عامر شامی، کوفیین (امام عاصم، حمزہ، علی الکسائی، خلف العاشر)، اَبو جعفر مدنی اور یعقوب بصری رحمہم اللہ: یہ خ د ع سے مجرد ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''دونوں قراءات کا معنی بالکل ایک ہے۔'' پہلی قراءت سے دونوں لفظوں (يُخٰدِعُونَ) میں مطابقت بھی پیدا ہو جاتی

ہے: ﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يُخٰدِعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴾

⑩ ﴿ يَكْذِبُوْنَ ﴾ میں دو متواتر قراءات ہیں:

يُكَذِّبُوْنَ: اِمام نافع و اَبوجعفر مدنی، ابن کثیر مکی، اَبوعمرو و یعقوب بصری اور ابن عامر شامی رحمہم اللہ: یہ ك ذ ب سے باب تفعیل ہے جو متعدی ہوتا ہے یعنی جھٹلانا۔ اس قراءت کے مطابق معنی یہ ہوگا: سری طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلانے کے سبب منافقین کیلئے دردناک عذاب ہے۔

يَكْذِبُوْنَ: ائمہ کوفیین عاصم، حمزہ، علی الکسائی، خلف العاشر رحمہم اللہ: یہ ك ذ ب سے مجرد ہے یعنی جھوٹ بولنا۔ اس قراءت کے مطابق معنی یہ ہوگا: چونکہ منافقین اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹے ہیں لہٰذا اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔

⑮ ﴿ يَمُدُّهُمْ ﴾ میں متواتر قراءت کے علاوہ ایک شاذ قراءت بھی ہے:

يَمُدُّهُمْ: قرائے عشرہ رحمہم اللہ کی متواتر قراءت: یہ م د د سے مجرد ہے اور اس کا مطلب ہے: برائی میں بڑھا دینا۔ اس کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافقین سے استہزا کرتا ہے اور انہیں کفر و نفاق میں بڑھا دیتا ہے کہ یہ اپنی سرکشی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

يُمِدُّهُمْ: یہ امام ابن محیصن مکی رحمہ اللہ کی شاذ قراءت ہے: یہ م د د سے باب إفعال ہے اور اس کا مطلب نعمتوں میں اِضافہ کرنا ہے۔ اس کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ اللہ منافقین سے استہزا کرتا ہے اور اُن پر اپنی نعمتیں بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ ان میں مگن رہیں اور اپنی اصلاح نہ کرسکیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴾ [الأنعام: ۴۴] ''پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی اُن کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر، جو کہ اُن کو ملی تھیں وہ خوب اِترا گئے تو ہم نے انہیں دفعتہً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہوگئے۔''

جبکہ بعض علما کے نزدیک دونوں (يَمُدُّ اور يُمِدُّ) بالکل ایک معنی میں ہیں۔